ڈاکٹر شہزاد سلیم

حضرت ہاجرہ اور آب زم زم کی روایات کا تنقیدی جائزہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۱۔ تعارف

بعض روایات میں بیان ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم کی دونوں ازواج حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ کے مابین تناؤ کی مستقل فضا رہتی تھی۔ اس بنا پر حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ اور اپنے شیر خوار فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت سارہ سے جدا کر کے دونوں کو مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں جابسایا۔ اسمٰعیل علیہ السلام یہاں پروان چڑھے اور ان کی شادی بنو جرہم میں کر دی گئی۔ ان روایات پر عقل اور نقل، دونوں کی رو سے کچھ سوالات اور اشکالات پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس مضمون میں ان روایات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔

۲۔ ایک نمایندہ متن

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ـ قَالَ: لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيْمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ، خَرَجَ بِإِسْمَاعِيْلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيْلَ، وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيْمُ إِلٰى أَهْلِهِ، فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ، حَتَّى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ: يَا إِبْرَاهِيْمُ،

إِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا؟ قَالَ: إِلَى اللهِ، قَالَتْ: رَضِيْتُ بِاللهِ، قَالَ: فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا، حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا. قَالَ: فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا، فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَأَتَتِ الْمَرْوَةَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ أَشْوَاطًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ ـ تَعْنِي الصَّبِيَّ ـ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ، فَإِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا، فَقَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا، حَتَّى أَتَمَّتْ سَبْعًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ: أَغِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ. فَإِذَا جِبْرِيْلُ، قَالَ: فَقَالَ: بِعَقِبِهِ هٰكَذَا، وَغَمَزَ عَقِبَهُ عَلَى الْأَرْضِ، قَالَ: فَانْبَثَقَ الْمَاءُ، فَدَهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ. قَالَ: فَقَالَ: أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا“. قَالَ: فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ، وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا ـ قَالَ ـ فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِيْ، فَإِذَا هُمْ بِطَيْرٍ، كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوْا ذَاكَ، وَقَالُوْا: مَا يَكُوْنُ الطَّيْرُ إِلاَّ عَلَى مَاءٍ. فَبَعَثُوْا رَسُوْلَهُمْ، فَنَظَرَ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَأَتَاهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ فَأَتَوْا إِلَيْهَا، فَقَالُوْا: يَا أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ، أَتَأْذَنِيْنَ لَنَا أَنْ نَكُوْنَ مَعَكِ أَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَحَ فِيْهِمُ امْرَأَةً، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِيْ، قَالَ: فَجَاءَ فَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيْلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيْدُ. قَالَ: قُوْلِيْ لَهُ إِذَا جَاءَ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ. فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَ: أَنْتِ ذَاكِ فَاذْهَبِيْ إِلٰى أَهْلِكِ. قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لأَهْلِهِ: إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِيْ. قَالَ: فَجَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيْلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيْدُ، فَقَالَتْ: أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ؟ فَقَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ، وَشَرَابُنَا الْمَاءُ، قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيْمَ“. قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِنِّيْ مُطَّلِعٌ

تَرِكَتِيْ. فَجَاءَ فَوَافَقَ إِسْمَاعِيْلَ مِنْ وَرَاءِ زَمْزَمَ، يُصْلِحُ نَبْلًا لَهُ، فَقَالَ: يَا إِسْمَاعِيْلُ، إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا، قَالَ: أَطِعْ رَبَّكَ. قَالَ: إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِيْ أَنْ تُعِيْنَنِيْ عَلَيْهِ، قَالَ: إِذًا أَفْعَلَ. أَوْ كَمَا قَالَ. قَالَ: فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ، وَإِسْمَاعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ، وَيَقُوْلَانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ وَضَعُفَ الشَّيْخُ عَنْ نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلٰى حَجَرِ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُوْلَانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾.

”عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اپنی ازواج کے مابین صورت حال کی وجہ سے حضرت ابراہیم اپنے بیٹے اسمٰعیل اور ان کی والدہ کو لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ان کے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔اسمٰعیل کی والدہ اس سے اپنی پیاس بجھاتی رہیں اور اپنی چھاتی سے اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی رہیں، یہاں تک کہ ابراہیم مکہ جا پہنچے۔انھوں نے حضرت ہاجرہ کو درخت کے تلے بٹھا دیا اور خود اپنی پہلی بیوی کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت ہاجرہ نے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب وہ کدا کے علاقے میں پہنچ گئے، انھوں نے پیچھے سے آواز دی: ابراہیم، آپ ہمیں کس کے سہارے پر چھوڑے جا رہے ہیں؟ ابراہیم نے جواب دیا: خدا کے سہارے پر۔ حضرت ہاجرہ نے جواب دیا: میں خدا سے راضی ہوں۔ اس کے بعد وہ لوٹ گئیں اور مشکیزے سے اپنی پیاس بجھاتی رہیں اور بیٹے کو دودھ پلاتی رہیں، یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا تو انھوں نے اپنے آپ سے کہا: شاید کہ مجھے جانا چاہیے، ممکن ہے کہ مجھے کوئی مل جائے۔ چنانچہ وہ نکل پڑیں اور کوہ صفا پر چڑھ گئیں اور نظر دوڑاتی رہیں کہ شاید کوئی نظر آ جائے۔تاہم ان کو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ جب وہ وادی میں پہنچیں، وہ دوڑیں اور کوہ مروہ جا پہنچیں۔ انھوں نے ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان کئی چکر لگائے۔ پھر انھوں نے اپنے آپ سے کہا: شاید کہ اب مجھے جا کر بچے کو دیکھنا چاہیے کہ اس پر کیا بیتی ہے۔ چنانچہ وہ گئیں اور اس کو اسی حال میں پایا، بلکہ لگا کہ وہ موت کے قریب ہے۔ چنانچہ وہ بہت دل گرفتہ ہوئیں اور انھوں نے اپنے آپ سے کہا: شاید کہ مجھے جا کر اِدھر اُدھر تلاش کرنا چاہیے، ممکن ہے کہ میں کسی کو ڈھونڈ پاؤں۔ چنانچہ وہ چل پڑیں اور مروہ پر چڑھ گئیں اور دیر تک دیکھتی رہیں، مگر کسی کو نہ دیکھ پائیں، یہاں تک کہ انھوں نے سات پھیرے مکمل کر لیے۔ تب انھوں نے اپنے آپ سے کہا: شاید کہ اب مجھے جا کر بچے کو دیکھنا چاہیے کہ اس پر کیا بیتی ہے۔ اچانک ان کو ایک آواز آئی۔ اس پر انھوں نے کہا: میری مدد کیجیے، اگر آپ کے پاس کوئی خیر ہے۔ کیا دیکھتی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ہیں کہ جبریل ہیں۔ انھوں نے اپنی ایڑی سے زمین کو رگڑا۔[1] [ابن عباس نے اس کا مظاہرہ کیا]۔ چنانچہ پانی باہر بہ پڑا۔ اسمٰعیل کی والدہ دہشت زدہ ہو گئیں اور زمین کھودنے لگیں۔ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اگر انھوں نے پانی کو اسی طرح رہنے دیا ہوتا تو وہ زمین پر بہ پڑتا۔ اسمٰعیل کی والدہ اس پانی سے پیاس بجھاتی رہیں اور ان کا دودھ ان کے بیٹے کی ضرورت پوری کرتا رہا۔ بعد ازاں جرہم قبیلے کے کچھ افراد وادی کے درمیان سے گزرے اور یکایک انھوں نے وہاں پرندوں کو اڑتے دیکھا، تو گویا ان کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ انھوں نے کہا: پرندے تو صرف وہیں اڑ سکتے ہیں جہاں پانی موجود ہو۔ چنانچہ انھوں نے اپنا ایلچی دوڑایا اور اس نے اچانک پانی دیکھا۔ تو وہ آیا اور اس نے ان کو اس سے باخبر کیا۔ اس پر وہ سب ادھر آ گئے اور اسمٰعیل کی والدہ سے عرض کیا: کیا آپ ہمیں اس بات کی اجازت دیتی ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہو رہیں یا آپ کے ساتھ رہیں۔ [اسمٰعیل کی والدہ نے ان کو اجازت دے دی اور وہ وہاں رہنے لگے۔] چنانچہ [کئی سال بیت گئے اور] ان کا فرزند بالغ ہو گیا۔ اس نے ان کی ایک خاتون سے شادی کر لی۔ اس کے بعد یوں ہوا کہ ابراہیم کو ایک خیال آیا، تو انھوں نے اپنی اہلیہ [سارہ] سے کہا: میں مکہ جانا چاہتا ہوں تاکہ میں جان سکوں کہ میرے خاندان والے [جن کو میں مکہ میں چھوڑ آیا تھا] کس حال میں ہیں۔ چنانچہ ابراہیم وہاں گئے اور جا کر اسمٰعیل کی بیوی کو سلام کیا [اور اسمٰعیل کے بارے میں استفسار کیا۔] اس پر ان کی اہلیہ نے جواب دیا کہ وہ شکار پر گئے ہوئے ہیں۔ ابراہیم نے ان سے کہا: جب وہ آئے تو اپنے گھر کی چوکھٹ تبدیل کر دیں۔ چنانچہ جب اسمٰعیل آئے تو ان کی اہلیہ نے ان کو ابراہیم کے پیغام سے مطلع کیا۔ اسمٰعیل نے اپنی اہلیہ سے کہا: تم وہ چوکھٹ ہو، سو جاؤ اپنے گھر والوں کے پاس۔ چنانچہ وہ چلی گئیں۔ اس کے بعد دوبارہ یوں ہوا کہ ابراہیم کو ایک خیال آیا، تو انھوں نے اپنی اہلیہ [سارہ] سے کہا: میں مکہ جانا چاہتا ہوں تاکہ میں جان سکوں کہ میرے خاندان والے [جن کو میں مکہ میں چھوڑ آیا تھا] کس حال میں ہیں۔ چنانچہ ابراہیم وہاں گئے اور جا کر اسمٰعیل کی بیوی کو سلام کیا [اور اسمٰعیل کے بارے میں استفسار کیا]۔ اس پر ان کی اہلیہ نے جواب دیا کہ وہ شکار پر گئے ہوئے ہیں اور ابراہیم سے کہا: کیا آپ سواری سے اتریں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۔ ایک روایت میں اس کے برعکس یہ بیان ہوا ہے کہ اسمٰعیل کے ایڑی رگڑنے کی وجہ سے زمین سے پانی جاری ہوا۔ تاہم یہ روایت زیر بحث روایت کے کثرت طرق کے مقابلے میں بہت قلیل الطرق ہے۔ دیکھیے: أبو جعفر محمد بن جرير الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، طبع اول، ج۱۳ (بیروت: دار إحياء التراث العربي، ۲۰۰۱ء)، ۲۳۰۔

گے نہیں تاکہ کچھ کھا پی لیں؟ ابراہیم نے پوچھا: آپ کیا کھاتے پیتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: ہم گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ ابراہیم نے دعا کی: پروردگار، ان کے کھانے پینے میں برکت دے۔ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: مکہ کی برکات ابراہیم کی دعا کی وجہ سے ہیں۔ اس کے بعد سہ بارہ یوں ہوا کہ ابراہیم کو ایک خیال آیا، تو انھوں نے اپنی اہلیہ [سارہ] سے کہا: میں مکہ جانا چاہتا ہوں تاکہ میں جان سکوں کہ میرے خاندان والے [جن کو میں مکہ میں چھوڑ آیا تھا] کس حال میں ہیں۔ چنانچہ ابراہیم وہاں گئے اور انھوں نے دیکھا کہ ابراہیم زم زم کے پیچھے تیر سیدھے کر رہے تھے۔ تو انھوں نے اسمٰعیل سے کہا: میرے رب نے مجھے ان کے لیے ایک گھر بنانے کا حکم دیا ہے، تو انھوں نے کہا کہ حکم کی تعمیل کریں۔ حضرت ابراہیم نے کہا: رب نے مجھے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اس معاملہ میں تمھاری مدد حاصل کروں۔ اسمٰعیل نے جواب دیا: تو پھر میں یہ کر گزروں گا یا جو بھی انھوں نے کہا۔ پھر ابراہیم اور اسمٰعیل، دونوں اٹھے اور ابراہیم گھر بنانے میں لگ گئے اور اسمٰعیل ان کو پتھر پکڑانے لگ گئے اور دونوں نے یہ آیت پڑھی: 'رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ' (اے ہمارے رب، ہماری جانب سے یہ قبول فرما۔ بے شک، تو سننے اور جاننے والا ہے)۔ جب عمارت کی تعمیر ہو گئی اور عمر رسیدہ ابراہیم میں پتھر منتقل کرنے کی صلاحیت نہ رہی تو وہ المقام پر ایک پتھر پر کھڑے ہو گئے اور اسمٰعیل بدستور ان کو پتھر پکڑاتے رہے اور دونوں یہ دعا پڑھتے رہے: 'رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ'۔"[2]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۳۔ تنقیدی جائزہ

آیندہ صفحات میں ہم اس روایت کی سند اور متن پر پیدا ہونے والے سوالات کی روشنی میں اس کا تنقیدی جائزہ لیں گے۔

ا۔ سند کا تنقیدی جائزہ

قبل اس کے کہ یہ جائزہ لیا جائے، اس روایت کے مختلف طرق کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پانچ صحابہ یہ طرق اپنی جامع یا مختصر شکل میں روایت کرتے ہیں۔ تعدد روایت

۲۔ ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری، الجامع الصحیح، طبع ثالث، ج ۳ (بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷ء)، ۱۲۳۰، (رقم، ۳۱۸۵)۔

کے لحاظ سے ان کے نام درج ذیل ہیں :

۱۔ عبداللہ بن عباس[3] (م ۶۸ ھ)

۲۔ ابی بن کعب[4] (م ۱۸ھ)

۳۔ البخاری، الجامع الصحیح، ج۳(بیروت: دارابن کثیر، ۱۹۸۷ء)، ۱۲۳۰،(رقم: ۳۱۸۵)۔ ایضاً، ج۳، ۱۲۲۷-۱۲۲۹،(رقم: ۳۱۸۴)۔ ایضاً، ج۳، ۸۳۴،(رقم: ۲۲۳۹)۔ ایضاً، ج۳، ۱۲۲۶،(رقم: ۳۱۸۳)۔ ابوعبداللہ احمد بن حنبل الشیبانی، مسند، ج۱(قاہرۃ: مؤسسة القرطبة، تاریخ غیر مذکور)، ۳۴۷،(رقم: ۳۲۵۰)۔ ایضاً، ج۱، ۳۶۰،(رقم: ۳۳۹۰)۔ ابو عبد اللہ محمد بن اسحٰق بن العباس الفاکہی، أخبار مكة في قديم الدهرو حديثه، طبع ثانی، ج۲ (بیروت: دارالحضر، ۱۴۱۴ھ)، ۵،(رقم: ۱۰۴۹)۔ ایضاً، ج۲، ۶،(رقم: ۱۰۵۱)۔ ابوالولید محمد بن عبداللہ بن احمد الازرقی، أخبار مكة و ما جاء فيها من الآثار، ج۲(بیروت: دارالاندلس للنشر، ۱۹۹۶ء)، ۳۹-۴۱۔ ایضاً، ج۱، ۵۷-۶۰۔ ابو القاسم علی بن الحسین بن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ج۷ (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۵ء)، ۱۴۵۔ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، السنن الکبریٰ، طبع اول، ج۵(بیروت: دار الكتب العلمية، ۱۹۹۱ء)، ۹۹،(رقم ۸۳۷۸)۔ ایضاً، ج۵، ۱۰۰،(رقم: ۸۳۷۹)۔ ایضاً، ج۵، ۱۰۱،(رقم: ۸۳۸۰)۔ ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی، السنن الکبریٰ، ج۵(مکة: مکتبة دارالباز، ۱۹۹۴ء)، ۹۸،(رقم: ۹۱۵۳)۔ عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، مصنف، ج۵(بیروت: المکتب الإسلامی، ۱۴۰۳ھ)، ۱۰۵-۱۱۱،(رقم: ۹۱۰۷)۔ ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی، شعب الإیمان، طبع اول، ج۳(بیروت: دار الكتب العلمية، ۱۴۱۰ھ)، ۴۵۸-۴۵۹،(رقم: ۴۰۶۴)۔ ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی، دلائل النبوة، طبع دوم، ج۲(بیروت: دار الكتب العلمية، ۲۰۰۲ء)، ۴۶-۴۹۔ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائي، فضائل الصحابة، طبع اول (بیروت:دارالكتب العلمية، ۱۴۰۵ھ)، ۸۲-۸۳،(رقم: ۲۷۳)۔ ایضاً، ۸۳-۸۴،(رقم: ۲۷۴)۔ الطبري، جامع البيان، طبع اول، ج۱، ۱۵۴-۱۵۶)۔ ایضاً، ج۱۳، ۲۲۹-۲۳۲۔ ابوالفرج عبدالرحمن علی بن محمد بن الجوزی، المنتظم في تاريخ الملوك و الأمم، طبع اول، ج۱(بیروت: دار صادر، ۱۳۵۸ھ)، ۲۶۶-۲۶۸۔ ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البداية و النهاية، ج۱(بیروت: مکتبة المعارف، تاریخ غیر مذکور)، ۱۵۴-۱۵۶۔ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تغلیق التعلیق، طبع اول، ج۴(بیروت: دار عمار، ۱۴۰۵ھ)، ۱۶،(رقم: ۳۳۶۲)۔ ایضاً، ج۴، ۱۶،(رقم: ۳۳۶۳)۔ ایضاً، ج۴، ۱۶،(رقم: ۳۳۶۴)۔

۴۔ ابو حاتم محمد بن حبان البستی، صحیح، طبع ثانی، ج۹(بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۹۹۳ء)، ۲۱۶،(رقم: ۳۳)۔ علی بن ابی بکر الہیثمی، موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان (بیروت: دار الکتب العلمیة، تاریخ غیر مذکور)، ۲۵۴، (رقم: ۱۰۲۸)۔ اسلم بن سہل واسطی، تاریخ واسط، طبع اول(بیروت: عالم الکتاب، ۱۴۰۶ھ)، ۱۴۹۔ احمد بن ابراہیم بن

۳۔ انس بن مالک[5] (م ۹۳ھ)

۴۔ علی بن ابی طالب[6] (م ۴۰ھ)

۵۔ عمر بن الخطاب[7] (م ۲۳ھ)

ان میں سے انس بن مالک، علی بن ابی طالب اور عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات نہایت کم زور اور نا قابل اعتماد ہیں۔[8]

اسمٰعیل الاسماعیلی، المعجم في أسامي شیوخ، طبع اول، ج۳ (مدینة: مکتبة علوم والحکم، ۱۴۱۰ھ)، ۷۷۳، (رقم: ۳۸۵)۔ عبد القادر بن عمر البغدادي، تاریخ بغداد، ج ۱۳ (بیروت: دار الکتب العلمیة، تاریخ غیر مذکور)، ۵۵، (رقم: ۷۰۲۷)۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ج ۷۰، ۱۴۵۔ الفاکہی، أخبار مکة، ج ۲، ۶، (رقم: ۱۰۵۰)۔ ابو احمد بن عمر بن ضحاک الشیباني، الآحاد والمثاني، طبع اول، ج ۳ (ریاض: دار الرایہ، ۱۹۹۱ء)، ۲۶۶-۲۶۷۔ النسائي، السنن الکبریٰ، ج ۵، ۹۹، (رقم: ۸۳۷۶)۔ ایضاً، ج ۵، ۹۹، (رقم: ۸۳۷۷)۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن احمد المقدسی، الأحادیث المختارة، طبع اول، ج ۳ (مکة: النهضه الحدیثة، ۱۴۱۰ھ)، ۴۱۳، (رقم: ۱۲۱۰)۔ ایضاً، ج ۳، ۴۱۳-۴۱۵، (رقم: ۱۲۱۱)۔ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بن مرزبان ابن سابور بن شاہشاہ البغوي، معجم الصحابة، طبع اول، ج ۱ (کویت: دار البیان، ۲۰۰۰ء)، ۱۰-۱۱، (رقم: ۷)۔

۵۔ الفاکہی، أخبار مکة، ج ۲، ۸، (رقم: ۱۰۵۳)۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ج ۷۰، ۱۴۵۔

۶۔ الأزرقي، أخبار مکة، ج ۱، ۶۰-۶۱۔ الفاکہی، أخبار مکة، ج ۲، ۷، (رقم: ۱۰۵۲)۔

۷۔ الفاکہی، أخبار مکة، ج ۲، ۸-۹، (رقم: ۱۰۵۴)۔

۸۔ انس بن مالک کی روایت کے تمام طرق ان سے سعید بن میسرہ سے مروی ہیں، جو انتہائی ضعیف راوی ہیں۔ امام حاکم کی رائے میں وہ انس بن مالک کی نسبت سے روایات وضع کرتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم، الجرح و التعدیل، طبع اول، ج ۴ (بیروت: دار احیاء التراث العربي، ۱۹۵۲ء)، ۶۳۔ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز بن عبد اللہ الذہبی، میزان الإعتدال في نقد الرجال، طبع اول، ج ۳، (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۵ء)، ۲۳۳۔

علی بن ابی طالب کی روایت کے تمام طرق میں عثمان بن عمرو بن ساج اور محمد بن ابان بن صالح موجود ہیں۔ دونوں ہی راوی بہت ہی ضعیف ہیں۔ مقدم الذکر کے لیے ملاحظہ کریں: ابو الحجاج یوسف بن الزکی المزی، تهذیب الکمال في اسماء الرجال، طبع اول، ج ۱۹ (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۹۸۰ء)، ۴۶۸۔ مؤخر الذکر کے لیے ملاحظہ کریں: الذہبی، میزان الإعتدال، ج ۶، ۴۱۔

عمر بن الخطاب کی روایت نہ صرف یہ کہ منقطع ہے، بلکہ اس کی سند میں عثمان بن عمرو بن ساج موجود ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اہل علم نے عبد اللہ عباس[9] اور ابی بن کعب کی روایات کو کچھ تحفظات کے ساتھ قبول کر لیا ہے۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ بعض روایات کو عبد اللہ عباس براہ راست نبی سے روایت کرتے ہیں اور بعض ابی بن کعب کی وساطت سے۔ مزید برآں، موخر الذکر نوعیت کی روایات مواد کے لحاظ سے مختصر ہیں، جب کہ مقدم الذکر نوعیت کی روایات اس لحاظ سے مختصر بھی ہیں اور جامع بھی۔

اس ضمن کی بعض مرسل روایات بھی کچھ تابعین سے مروی ہیں:

۱۔ سعید بن المسیب[10] (م ۹۴ھ)

۲۔ سعید بن جبیر[11] (م ۹۵ھ)

۳۔ مجاہد بن جبر[12] (م ۱۰۴ھ)

۴۔ وہب بن منبہ[13] (م ۱۱۴ھ)

۵۔ محمد بن اسحٰق[14] (م ۱۵۱ھ)

اس روایت کی سند پر بنیادی تنقید یہ ہے کہ اس بات کو پوری طرح سے متحقق نہیں کیا جا سکتا کہ سعید بن جبیر نے واقعی اس روایت کو عبد اللہ بن عباس سے سنا تھا یا کسی اور سے۔ فاضل محقق شبیر احمد اظہر میرٹھی[15] احادیث

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۹۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ بخاری میں موجود اس ضمن کی تمام روایات ابن عباس سے مروی ہیں۔ تاہم ان روایات میں ایک تناقض پایا جاتا ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: ابو علی الغسانی الجیانی، کتاب التنبیہ علی الأوھام الواقعة فی مسند الصحیح للبخاری، طبع اول (الدار البیداء: مکتبۃ النجاح الجدیدۃ، ۱۹۹۸ء)، ۱۲۵-۱۴۴۔ نیز یہ کہ بحث و نظر کے بعد غسانی (م ۴۹۸ھ) نے اس تناقض کو نا قابل لحاظ قرار دے دیا ہے۔ بخاری کے شارحین، جیسے ابن حجر (م ۸۵۲ھ) اور عینی نے بھی اس معاملہ میں ان کی پیروی کی ہے۔ دیکھیے: ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، فتح الباری، ج ۶ (بیروت: دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ)، ۴۰۰۔ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد العینی، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ج۱۵ (بیروت: دار احیاء التراث العربی، تاریخ غیر مذکور)، ۲۵۲۔

۱۰۔ الفاکہی، أخبار مکة، ج۲، ۵، (رقم: ۱۰۴۸)۔

۱۱۔ البیہقی، دلائل النبوة، ج۲، ۴۶۔ ۵۲۔

۱۲۔ الفاکہی، أخبار مکة، ج۲، ۱۰-۱۱، (رقم: ۱۰۵۸)۔ الازرقی، أخبار مکة، ج۱، ۵۴۔ ایضاً، ج۱، ۶۰۔

۱۳۔ الفاکہی، أخبار مکة، ج۲، ۹، (رقم: ۱۰۵۵)۔

۱۴۔ الأزرقی، أخبار مکة، ج۱، ۵۶۔

۱۵۔ شبیر احمد اظہر میرٹھی، صحیح بخاری کا مطالعہ، طبع اول، ج۱ (لاہور: دار التذکیر، ۲۰۰۵ء)، ۲۰-۲۱۔

لٹریچر کا استقصا کرتے ہوئے یہ بیان کرتے ہیں کہ بہت سی روایات وہ ہیں جن کو سعید بن جبیر نے بلاواسطہ عبداللہ بن عباس سے سنا ہے اور دوسری وہ ہیں جن کو انھوں نے ان سے بالواسطہ سنا ہے۔ جب بھی سعید عبداللہ بن عباس سے بلاواسطہ روایت کرتے ہیں تو وہ اس کی تصریح کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس طرح کے مواقع پر یا کہتے ہیں: 'حدثني ابن عباس' (ابن عباس نے مجھے روایت کیا) یا 'سمعت ابن عباس' (میں نے ابن عباس سے سنا) یا 'أخبرني ابن عباس' (ابن عباس نے مجھے خبر دی)۔ تاہم جب سعید عبداللہ بن عباس سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں تو اس طرح کے مواقع پر کہتے ہیں: 'حدثني مجاهد عن ابن عباس' (مجاہد نے مجھے ابن عباس سے روایت کی) یا 'حدثني عكرمة عن ابن عباس' (عکرمہ نے مجھے ابن عباس سے روایت کی) یا کسی راوی کی تصریح نہیں کرتے اور محض کہتے ہیں: 'عن ابن عباس' (ابن عباس سے)۔

اب اگر ہم زیر بحث روایت کے تمام طرق کا اس پس منظر میں جائزہ لیں تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ تمام طرق میں 'عن ابن عباس' (ابن عباس سے) کے الفاظ سند میں مذکور ہیں۔[۱۶] دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سعید بن جبیر نے یہ روایت عبداللہ بن عباس سے بالواسطہ سنی ہے، مگر اس واسطہ کو بیان نہیں کیا۔

اس روایت کی سند پر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحاح میں صرف اور صرف امام بخاری نے اس کا انتخاب کیا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ب۔ متن پر تنقید

اس روایت پر بنیادی تنقید یہ ہے کہ یہ تین پہلوؤں سے قرآن کے خلاف ہے:

اول یہ کہ قرآن سے یہ بات ناقابل تردید حد تک معلوم ہوتی ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کو مکہ میں بسایا تو وہ نوجوانی کی عمر کو پہنچ چکے تھے، نہ کہ ایک طفل شیر خوار تھے۔ یہ استنباط قرآن میں درج مسلم تاریخ کی روشنی میں یوں کیا جا سکتا ہے:

۱۔ جب حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کو مکہ میں جا بسایا تو ان کے برادر خورد اسحٰق پیدا ہو چکے تھے۔

۲۔ حضرت اسحٰق کی پیدایش حضرت اسمٰعیل کے قربانی کے واقعہ کے بعد اس عظیم کارنامے کے صلہ میں ہوئی۔

۱۶۔ اس میں استثنا صرف ایک روایت کا ہے جسے الازرقی نے اپنی تاریخ میں دو مرتبہ درج کیا ہے (ج۱، ۵۸-۵۹۔ ج۲، ۳۹)۔ تاہم اس غیر معنعن روایت کو ایک اور روایت کی موجودگی مشکوک بنا دیتی ہے جس کی بعینہٖ یہی سند ہے اور جو معنعن ہے (ج۱، ۵۷)۔

۳۔ قربانی کے واقعہ کے وقت حضرت اسمٰعیل ایک نوجوان لڑکے تھے۔

چنانچہ شق ۱، ۲ اور ۳ سے استنباط کیا جا سکتا ہے کہ دونوں بھائیوں کی عمر میں دس بارہ سال کا فرق ضرور ہو گا۔ مزید یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسمٰعیل مکہ میں آمد کے موقع پر طفل شیر خوار نہیں، بلکہ نوجوان تھے۔

شق ۱، ۲ اور ۳ میں بیان کردہ مسلمہ تاریخی حقائق درج ذیل آیات میں بیان ہوئے ہیں:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ. رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ج فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ج وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ لا رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ. رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ط وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ. رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ صلے رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ.

(ابراہیم ۱۴: ۳۵-۴۰)

”اِنھیں وہ واقعہ سناؤ، جب ابراہیم نے دعا کی تھی کہ میرے پروردگار، اِس شہر کو امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد کو اِس سے دور رکھ کہ ہم بتوں کو پوجنے لگیں۔ پروردگار، اِن بتوں نے بہت لوگوں کو گم راہی میں ڈال دیا ہے۔ (یہ میری اولاد کو بھی گم راہ کر سکتے ہیں)، اِس لیے جو (اُن میں سے) میری پیروی کرے، وہ میرا ہے اور جس نے میری بات نہیں مانی، (اُس کا معاملہ تیرے حوالے ہے)، پھر تو بخشنے والا ہے، تیری شفقت ابدی ہے۔ اے ہمارے پروردگار، میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ایک بن کھیتی کی وادی میں لا بسایا ہے۔ پروردگار، اِس لیے کہ وہ (اِس گھر میں) نماز کا اہتمام کریں۔ سو تو لوگوں کے دل اُن کی طرف مائل کر دے اور اُنھیں پھلوں کی روزی عطا فرما، اِس لیے کہ وہ (تیرا) شکر ادا کریں۔ پروردگار، تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے، نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اِس بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق

www.javedahmadghamidi.com

عطا فرمائے ہیں۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار دعا کا سننے والا ہے۔ پروردگار، مجھے نماز کا اہتمام کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (جنھیں میں یہاں بسا رہا ہوں)۔ ہمارے پروردگار، اور میری یہ دعا قبول فرما۔‘‘‘[17]

یہ دعا حضرت ابراہیم نے اس موقع پر کی جب وہ اسمٰعیل کو مکہ میں بسا رہے تھے۔ اس دعا کا جملہ ’’خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اِس بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق عطا فرمائے ہیں‘‘ واضح طور پر بتا رہا ہے کہ اس وقت حضرت اسمٰعیل کے علاوہ حضرت اسحٰق بھی پیدا ہو چکے تھے۔

اب درج ذیل آیات ملاحظہ کیجیے:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ. فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ. وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ. قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ. اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ. وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ. سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ. كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ. اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ. وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ.
(الصافات ۳۷: ۱۰۲-۱۱۲)

’’(وہ لڑکا جوان ہوا)، پھر جب وہ اُس کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم نے (ایک دن) اُس سے کہا: میرے بیٹے، میں (کچھ دنوں سے) خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ تو غور کرو، تمھاری کیا راے ہے؟ اُس نے کہا: ابا جان، آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے، اُس کی تعمیل کیجیے۔ خدا نے چاہا تو آپ مجھے ثابت قدموں میں پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرا دیا۔ اور ہم نے اُس سے پکار کر کہا: ابراہیم، تم نے خواب کو سچا کر دکھایا ہے تو تصور کرو کہ دریاے رحمت نے کیسا جوش مارا ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ خوبی سے عمل کرنے والوں کو ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ کھلی آزمایش

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

۱۷۔ یہ اور دیگر قرآنی آیات کے تراجم استاذ گرامی کی ’’البیان‘‘ سے لیے گئے ہیں۔

تھی۔ (ابراہیم اِس میں کامیاب ہو گیا تو) ہم نے
ایک عظیم قربانی کے عوض اسمٰعیل کو چھڑا لیا۔ اور
(ابراہیم کو ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ) پچھلوں
میں ایک گروہ کو ہم نے اُس کی ملت پر چھوڑا۔
سلامتی ہو ابراہیم پر۔ ہم خوبی سے عمل کرنے والوں
کو اِسی طرح صلہ دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ وہ
ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ (یہی موقع
تھا کہ) ہم نے اُس کو اسحٰق کی بشارت دی،
صالحین کے زمرے میں سے ایک نبی۔''

خط کشیدہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے واقعہ کے بعد ابراہیم کو اسحٰق کی پیدایش کی خوش خبری سنائی گئی۔ دوسرے الفاظ میں حضرت اسحٰق حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے موقع پر پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ نیز یہ کہ ابتدائی آیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسمٰعیل قربانی کے لیے پیش کیے جانے کے موقع پر ایک دوڑ دھوپ کرنے والے نوجوان تھے۔

دوسرے الفاظ میں حضرت اسمٰعیل ایک نوجوان تھے جو حضرت اسحٰق سے کافی بڑے تھے اور یہ بات مستنبط کی جا سکتی ہے کہ دونوں بھائیوں میں دس سے بارہ سال کا فرق لازماً ہو گا۔ چونکہ ان دونوں بیٹوں کی پیدایش مکہ آمد کے موقع پر ہو چکی تھی، اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اسمٰعیل نوجوانی کی سرحد میں داخل ہو چکے تھے نہ کہ ایک طفل شیر خوار جیسا کہ اس روایت میں بیان ہوا ہے۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ دونوں بھائیوں کی عمر میں اس فرق کی طرف قرآن کے اس اشارے کی تائید تورات سے بھی ہوتی ہے۔ تورات کے مطابق حضرت اسمٰعیل حضرت اسحٰق سے چودہ برس بڑے ہیں۔[۱۸] مزید برآں، تورات کے ایک اور مقام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ آمد کے موقع پر حضرت اسمٰعیل طفل شیر خوار نہیں تھے۔ چنانچہ کتاب پیدایش (۲۰:۸-۱۴) میں بیان ہوا ہے کہ حضرت اسمٰعیل کو مکہ بھیجتے وقت حضرت اسحٰق

۱۸۔ یہ بات بائیبل کے درج ذیل بیانات سے واضح ہوتی ہے:
''ابرام جب چھیاسی برس کے ہوئے تو ہاجرہ سے اِسمٰعیل پیدا ہوئے۔'' (کتاب پیدایش ۱۶:۱۶)
''جب ان کا بیٹا اسحٰق پیدا ہوا تو ابراہیم کی عمر سو سال تھی۔'' (کتاب پیدایش ۵:۲۱)

www.javedahmadghamidi.com / al-mawrid.org

کی دودھ چھٹائی کی رسم منعقد کی جا چکی تھی۔ نتیجتاً اسمٰعیل کی عمر اس وقت تک سولہ یا سترہ سال ہو چکی ہو گی، کیونکہ دودھ چھٹائی اسحٰق کی پیدایش کے دو یا تین سال بعد ہی ہوئی ہو گی۔

خلاصۃً یہ بات تاریخی طور پر پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ حضرت اسمٰعیل مکہ آمد کے موقع پر نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے۔ وہ ہرگز ایک طفل شیر خوار نہیں تھے۔[19]

دوم، اس روایت سے حضرت ابراہیم کی جو شخصیت سامنے آتی ہے، وہ اس سے یکسر مختلف ہے جو قرآن میں تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم ایک سنگ دل باپ اور پتھر دل شوہر تھے جنھوں نے اپنی بیوی اور ننھے بچے کو ایک دور دراز مقام پر بالکل بے یار و مددگار اور بے آسرا چھوڑا۔ سفر کے دوران نہ سامان سفر کا بوجھ بانٹا اور جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہاجرہ کے بار بار دریافت کرنے پر کہ وہ ان کو اور حضرت اسمٰعیل کو کیوں اکیلا چھوڑ کر جا رہے ہیں، کوئی جواب تک نہ دیا،[20] یہاں تک کہ حضرت ہاجرہ کو خود ہی اس کی ایک توجیہ سوجھ گئی اور وہ اللہ کی بندی مطمئن ہو گئی۔ تاہم روایات کی رو سے حضرت ابراہیم نے اس معقول سوال کا کوئی جواب از خود نہیں دیا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نے بعد میں ایک لمبی مدت تک اپنی بیگم اور بیٹے کی کوئی خبر ہی نہ لی۔ زیر بحث روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل کی شادی کے بعد ان کو اپنے اہل و عیال سے ملنے کا خیال آیا۔ کیا کسی عام باپ سے بھی کوئی اس طرح کی سنگ دلی کی توقع کر سکتا ہے، چہ جائکہ ایک عظیم پیغمبر سے۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

ملاحظہ فرمایئے کہ قرآن اس عظیم ہستی کو کن الفاظ سے یاد کرتا ہے:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا. (النساء ۴:۱۲۵)

”اور (یہی سبب ہے کہ) ابراہیم کو اللہ نے اپنا دوست بنایا تھا۔“

۱۹۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ بائیبل کے مطابق حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کا ختنہ ایک ہی دن ہوا تھا۔ اس موقع پر حضرت اسمٰعیل ۱۳ سال کے تھے، کیونکہ بائیبل کے مطابق حضرت ابراہیم کی عمر ختنہ کے وقت ۹۹ سال تھی (کتاب پیدایش ۱۷:۲۴) اور حضرت اسمٰعیل کی پیدایش کے وقت وہ ۸۶ برس کے تھے (کتاب پیدایش ۱۶:۱۶)۔ ختنہ کے بعد ہی وہ اپنی والدہ کے ہمراہ مکہ بھیج دیے گئے تھے۔ اس صورت میں وہ کیونکر ایک طفل شیر خوار ہو سکتے ہیں۔ دیکھیے: ابوالفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۱ (بیروت: مکتبۃ المعارف، تاریخ غیر مذکور)، ۱۵۶۔

۲۰۔ دیکھیے مثال کے طور پر: البخاری، الجامع الصحیح، ج ۳، ۱۲۲۷، (رقم: ۳۱۸۴)۔ النسائی، السنن الکبریٰ، ج ۵، ۱۰۰، (رقم: ۸۳۷۹)۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ. (ہود ۱۱:۷۵)

''حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم بڑا بردبار، بڑا دردمند اور اپنے پروردگار کی طرف بڑا دھیان رکھنے والا تھا۔''

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ط وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ط اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ. (النحل ۱۶:۱۲۰-۱۲۲)

''حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم (اپنی جگہ) ایک الگ امت تھا، اللہ کا فرماں بردار اور یک سو اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ وہ اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا۔ اللہ نے اُس کو برگزیدہ کیا اور اُس کی رہنمائی ایک سیدھی راہ کی طرف فرمائی تھی۔ ہم نے اُس کو دنیا میں بھی بھلائی عطا کی اور آخرت میں بھی وہ یقیناً صالحین میں سے ہو گا۔''

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. (الصافات ۳۷:۸۴)

''یاد کرو، جب وہ قلب سلیم کے ساتھ اپنے پروردگار کے حضور میں آیا۔''

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى. (النجم ۵۳:۳۷)

''اور ابراہیم کے صحیفوں میں بھی، جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کیا ان ارفع صفات سے متصف کسی پیغمبر سے اس روایت میں بیان کردہ غیر انسانی رویہ کی کوئی توقع کر سکتا ہے؟

سوم یہ کہ روایات کے بعض طرق[21] میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ کو حضرت اسمٰعیل کے ساتھ اس لیے روانہ کر دیا تھا کہ حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ کے درمیان تعلقات خوش گوار نہ تھے (لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيْمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيْلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيْلَ)۔ دوسری طرف قرآن اس ہجرت کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ پروردگار عالم نے مکہ کی سرزمین کا انتخاب ازخود اس لیے کیا تھا کہ پیش نظر وہاں ایک نئی امت کی تاسیس تھی۔

اس روایت کی معقولیت پر کچھ ضمنی سوالات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ ایک عجیب سی بات یہ سامنے آتی ہے کہ جب حضرت ابراہیم واپسی کے سفر پر روانہ ہوئے تو حضرت ہاجرہ نے آپ کا پیچھا کیا۔ اس دوران میں ایک لمبے عرصے تک نہ حضرت ابراہیم نے ان کو یہ بتانا گوارا کیا کہ وہ

۲۱۔ دیکھیے مثال کے طور پر: البخاری، الجامع الصحیح، ج۳، ۱۲۳۰، (رقم: ۳۱۸۵)۔

اس طرح سے ان کو کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں اور نہ ہی حضرت ہاجرہ نے ان سے اس کے بارے میں کوئی استفسار کیا، یہاں تک کہ وہ کدا کے مقام پر پہنچ گئے۔

۲۔ پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہ نے اپنے ننھے منے بچہ کو زمین پر بلکتا اور سسکتا چھوڑ دیا، یہاں تک کہ روایت میں یہ بھی بیان ہو گیا ہے کہ حضرت ہاجرہ نے ایک موقع پر ننھے اسمٰعیل کو مرنے کے قریب پایا۔ تاہم آپ پانی کی تلاش میں دوبارہ نکل کھڑی ہوئیں۔ کیا یہ بات تسلیم کی جاسکتی ہے کہ ایک ماں اس طرح اپنے بچے کو چلچلاتی دھوپ میں چھوڑ کر اس طرح کی تلاش میں نکل کھڑی ہو سکتی ہے؟ آخر اس میں کیا رکاوٹ تھی کہ وہ مشقت اٹھا کر اس بچے کو اپنے ساتھ رکھتیں؟

۳۔ ایک اچنبھے کی بات یہ ہے کہ ابراہیم نے دو مرتبہ مکہ کا سفر کیا اور دونوں مرتبہ اپنے فرزند سے ملنے کا انتظار تک نہیں کیا جوان دونوں مواقع پر مبینہ طور پر شکار پر گئے ہوئے تھے۔ کیا یہ بات پدرانہ شفقت سے میل کھاتی ہے؟ کیا یہ بات قابل فہم ہے کہ کوئی باپ اتنے لمبے سفر کے بعد مقصد پورا کیے بغیر ہی واپس چلا جائے اور وہ بھی دونوں مواقع پر؟ بلکہ دونوں مواقع پر انھوں نے ایک بعید از فہم پیغام اپنے فرزند ارجمند کے نام چھوڑا۔ اگرچہ دعویٰ ضرور کیا گیا ہے کہ وہ ہر ماہ ان سے ملنے جاتے، تاہم اس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملتا۔[22]

روایت کا ایک ممکنہ ماخذ

اگر ہم غیر جانب داری سے اس واقعہ کی روداد بائیبل اور تالمود میں پڑھیں تو زیر بحث روایت اور ان دونوں ماخذ کا تعلق دریافت کر سکتے ہیں۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت بائیبل اور تالمود کی روایات کا مجموعہ ہے، بالخصوص تالمود کا۔

ملاحظہ ہو کتاب پیدایش کا سولھواں باب:

''سارائی اَبرام کی بیوی تھی۔ اُس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ سارائی کی ایک مصری خادمہ تھی۔ اُس کا نام ہاجرہ تھا۔ سارائی نے اَبرام سے کہا: ''خداوند نے مجھے اولاد ہونے کا موقع ہی نہ دیا۔ اس لیے میری لونڈی ہاجرہ کے پاس جا۔ اور اُس سے جو بچہ پیدا ہو گا، میں اسے اپنے ہی بچے کی مانند قبول کر لوں گی۔'' تب اَبرام نے اپنی بیوی سارائی کا شکریہ ادا کیا۔ اَبرام کے کنعان میں دس برس رہنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ اَبرام کی بیوی سارائی نے ہاجرہ کو، اَبرام کو اس کی بیوی بننے کے لیے دیا۔ (ہاجرہ مصر کی لونڈی تھی)۔ اَبرام نے ہاجرہ سے جسمانی تعلقات قائم کیا اور وہ حاملہ ہوئی۔ اس کے بعد ہاجرہ اپنی مالکہ کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگی۔ تب سارائی نے

۲۲۔ دیکھیے مثال کے طور پر: الفاکہی، أخبار مكة، ج۵، ۱۲۱، (رقم: ۴)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اَبرام سے کہا کہ اس کے نتیجہ میں جو بھی ناساز گار حالات پیدا ہوئے ہیں۔ اُس کی تمام تر ذمہ داری تیرے سر ہے۔ میں نے اُس کو تیرے حوالے کر دیا ہے۔ اور وہ اب حاملہ ہے۔ اور مجھے حقیر جان کر دُھتکار دیتی ہے۔ اور سوچتی ہے کہ وہ مجھ سے بہتر ہے۔ اب خداوند ہی فیصلہ کرے گا کہ ہم میں سے کون صحیح ہے۔ اِس بات پر اَبرام نے سارائی سے کہا، تُو تو ہاجرہ کی مالکہ ہے۔ تو جو چاہے اُس کے ساتھ کر سکتی ہے۔ اِس لیے سارائی نے ہاجرہ کو ذلیل کیا۔ اور وہ بھاگ گئی۔ خداوند کے فرشتہ نے ہاجرہ کو ریگستان میں چشمہ کے پاس دیکھا۔ اور وہ چشمہ شور کی طرف جانے والے راستے کے کنارے تھا۔ فرشتے نے اُس سے کہا کہ اے ہاجرہ تو سارائی کی لونڈی ہونے کے باوجود یہاں کیوں ہے؟ اور پوچھا کہ تُو کہاں جارہی ہے؟ ہاجرہ نے کہا کہ میں مالکہ سارائی کے پاس سے بھاگ رہی ہوں۔ خداوند کے فرشتہ نے ہاجرہ سے کہا کہ سارائی تو تیری مالکہ ہے۔ تُو اُس کے پاس لوٹ کر جا اور اُس کی بات مان۔ اِس کے علاوہ خداوند کے فرشتہ نے ہاجرہ سے کہا: میں تیری نسل کے سلسلہ کو بہت بڑھاؤں گا۔ وہ اتنی ہوں گی کہ گنی نہیں جائیں گی۔ مزید فرشتے نے اُس سے کہا: اے ہاجرہ، اب تو حاملہ ہو گئی ہے۔ اور تجھے ایک بیٹا پیدا ہو گا۔ تو اس کا نام اسمٰعیل رکھنا۔ اِس لیے کہ خداوند نے تیری تکالیف کو سُنا ہے۔ اور وہ تیری مدد کرے گا۔ اِسمٰعیل جنگلی گدھے کی طرح مضبوط اور آزاد ہو گا۔ اور وہ ہر ایک کا مخالف ہو گا اور ہر ایک اُس کا مخالف ہو گا۔ وہ اپنے بھائیوں کے قریب خیمہ زن ہو گا۔

خداوند نے خود ہاجرہ کے ساتھ باتیں کیں۔ اس وجہ سے ہاجرہ نے کہا: اِس جگہ بھی خدا مجھے دیکھ کر میرے بارے میں فکر مند ہوتا ہے۔ اس لیے اس نے اس کا ایک نیا نام دیا، ''خدا مجھے دیکھتا ہے'' ہاجرہ نے کہا: میں نے خدا کو یہاں دیکھا ہے، لیکن میں اب تک زندہ ہوں! اس لیے انھوں نے خدا کا نیا نام دیا، ''خدا جو مجھے دیکھتا ہے۔'' اِس وجہ سے اُس کنواں کا نام بیر لحہ روئی ہو گیا۔ وہ کنواں قادس اور برد کے درمیان ہے۔ ہاجرہ نے اَبرام کے بیٹے کو جنم دیا۔ اور اَبرام نے اُس بیٹے کا نام اِسمٰعیل رکھا۔ اَبرام جب چھیاسی برس کے ہوئے تو ہاجرہ سے اِسمٰعیل پیدا ہوئے۔''

باب ۲۰ میں ہے:

''خداوند نے سارہ سے جو وعدہ کیا تھا اُس کو باقاعدہ پورا کیا۔ سارہ عمر رسیدہ ابراہیم سے حاملہ ہوئی اور ایک بیٹے کو جنم دیا۔ یہ سب کچھ ٹھیک اسی وقت ہوا جس کے بارے میں خدا نے کہا تھا کہ ہو گا۔ سارہ نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔ ابراہیم نے اس کا نام اسحٰق رکھا۔ جب اسحٰق کو پیدا ہوئے آٹھ دن ہوئے تھے، خدا کے حکم کے مطابق ابراہیم نے اس کا ختنہ کروایا۔ جب ان کا بیٹا اسحٰق پیدا ہوا تو ابراہیم کی عمر سو سال تھی۔ سارہ نے کہا: خدا نے مجھے خوشی بخشی ہے اور ہر کوئی جو اس کے بارے میں سنیں گے، وہ مجھ سے خوش ہوں گے۔ کوئی بھی سوچ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

نہیں سکتا تھا کہ ابراہیم کا سارہ سے کوئی بیٹا ہو گا۔ اور اُس نے کہا کہ ابراہیم کے ضعیف ہونے کے باوجود اب میں اُس کو ایک بیٹا دیتی ہوں۔ جب اسحٰق بڑا ہو کر کھانا کھانے کی عمر کو پہنچا۔ تب ابراہیم نے ایک بڑی ضیافت کروائی۔ پہلے پہل مصر کی لونڈی ہاجرہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اور ابراہیم اُس کا باپ تھا۔ سارہ دیکھتی کہ ہاجرہ کا بیٹا کھیل رہا ہے۔ سارہ نے ابراہیم سے کہا کہ اُس لونڈی کو اور اُس کے بچے کو کہیں دُور بھیج دے۔ تاکہ جب ہم دونوں مر جائیں تو ہماری تمام تر جائیداد کا وارث صرف اسحٰق ہی ہو گا۔ اور میں یہ بھی نہیں چاہتی ہوں کہ لونڈی کا بیٹا اسحٰق کے ساتھ وراثت میں حصے دار ہو۔ ابراہیم کو بہت دُکھ ہوا۔ اور اپنے بیٹے کے بارے میں فکر مند ہوئے۔ لیکن خدا نے ابراہیم سے کہا: تو اس بچے یا اُس لونڈی کے بارے میں پریشان نہ ہو اور سارہ کی مرضی کے مطابق ہی کر۔ اسحٰق ہی تیرے خاندانی سلسلہ کو جاری رکھے گا۔ لیکن میں تیری لونڈی کے بیٹے کے خاندان سے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ کیونکہ وہ تمھارا بیٹا ہے۔ دوسرے دن صبح ابراہیم نے تھوڑا سا اناج اور تھوڑا سا پانی لیا اور ہاجرہ کو دے دیا۔ اور اُسے دور بھیج دیا۔ ہاجرہ نے اُس جگہ کو چھوڑ دیا اور بیر سبع کے ریگستان میں بھٹکنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد پانی بھی ختم ہو گیا اور پینے کے لیے کچھ باقی نہ رہا۔ اِس وجہ سے ہاجرہ نے اپنے بیٹے کو جھاڑی میں سُلا دیا۔ ہاجرہ تھوڑی سی دُور، لگ بھگ ایک تیر کی دُوری، یعنی جتنی دُور جا کر وہ گرتی ہے گئی اور بیٹھ گئی اور رونا شروع کر دیا۔ اُس نے کہا: میں اپنے بیٹے کو مرا ہوا دیکھنا نہیں چاہتی ہوں۔ لڑکے کی آواز خدا کو سُنائی دی۔ تب جنت کے فرشتہ نے اُسے بلایا۔ اور کہا کہ اے ہاجرہ، تجھے کیا ہوا ہے؟ تو گھبرا مت اس لیے کہ لڑکے کی آواز کو خداوند نے سُن لیا ہے۔ اٹھو، لڑکے کو لو اور اُس کے ہاتھ کو کس کر پکڑو۔ میں اُس کو وہ کروں گا جس سے ایک بڑی قوم کا سلسلہ جاری ہو گا۔ اُس کے بعد خدا نے ہاجرہ کو پانی کے ایک کنواں کی طرف رہنمائی کی۔ تو ہاجرہ پانی کے اُس کنواں پر گئی اور مشکیزہ کو پانی سے بھر دیا اور اُس نے اُس لڑکے کو پانی دیا۔ خدا اُس بچے کے ساتھ تھا اور وہ بچہ بڑا ہوا۔ بیابان میں زندگی گزارنے کی وجہ سے وہ بہترین تیر انداز ہو گیا تھا۔ اُس کی ماں اُس کے لیے مصر سے ایک لڑکی لائی اور اُس سے شادی کر وائی۔ اور اُس نے فاران کے ریگستان میں اپنی سکونت کو جاری رکھا۔''

تالمود کا بیان ہے:[۲۳]

''اور خداوند نے سارہ کو یاد کیا اور اُس سے ابراہیم کے لیے اُس کے بڑھاپے میں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جب اسحٰق پیدا ہوا تو ابراہیم نے ایک بڑی دعوت کا اہتمام کیا اور سب سرداروں اور اپنے ہمسایوں کو دعوت دی جس میں

۲۳۔ تالمود، ایچ پولانو، اردو ترجمہ: اسٹیفن بشیر، طبع ثالث (گوجرانوالہ: مکتبہ عناویم، ۲۰۱۰ء)، ۴۴-۴۵۔

ابی ملک اور اس کی فوجوں کے کپتان بھی شامل تھے۔ ابراہیم کا باپ تارح اور اس کا بھائی ناحُور حاران سے سفر کر کے اس دعوت میں شامل ہونے کے لیے آئے اور سام بھی اپنے بیٹے ایبر کے ساتھ اس دعوت میں شریک ہوا۔ انھوں نے پورے دل سے انھیں مبارک باد دی اور ابراہیم کا دل خوشی سے بھرا ہوا تھا۔ ابراہیم اور ہاجرہ کا بیٹا اسمٰعیل جنگلوں میں شکار کرنے کا بہت شوقین تھا۔ وہ ہر وقت اپنے ساتھ اپنی کمان اٹھائے رکھتا اور ایک موقع پر جب اسحٰق پانچ سال کا تھا، اسمٰعیل نے بچے کی طرف اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور چلایا اب میں تجھ پر تیر چلا رہا ہوں سارہ نے اس واقعہ کی گواہی دی اور اپنے بیٹے کی زندگی کے لیے خوف زدہ ہو گئی اور اپنی لونڈی کے بچے کو ناپسند کیا۔ اُس نے اُس لڑکے کے کاموں کی ابراہیم سے کئی بار شکایت کی اور اُسے مجبور کیا کہ اُن دونوں ہاجرہ اور اسمٰعیل کو اپنے خیمے سے نکال دے اور انھیں کسی دوسری جگہ رہنے کے لیے بھیجے۔ کچھ عرصہ تک اسمٰعیل اپنی ماں کے ساتھ فاران کے بیابان میں رہا، لیکن ہمیشہ اپنے بڑے شوق میں، یعنی شکار کرنے کے لیے، اُس نے مصر کا سفر کیا، وہاں اسمٰعیل نے شادی کی اور وہاں اُس کے چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی، لیکن جلد ہی وہ بیابان میں اپنے پسندیدہ گھر کو واپس گیا اور وہاں اُس نے خود ہی خیمے لگائے۔ اپنے لوگوں اور اپنے خاندان کے لیے، کیونکہ خدا نے اسے برکت دی اور وہ بھیڑ بکریوں کے ریوڑوں کا مالک تھا۔ اور وقت گزرتا گیا، کئی سالوں کے بعد ابراہیم نے اپنے بیٹے کو ملنے کا فیصلہ کیا، کیونکہ وہ ہمیشہ اُس سے ملنے کی خواہش رکھتا تھا اور اُس نے اپنا ارادہ سارہ کو بتایا اور ایک اُونٹ پر اکیلے ہی سفر شروع کیا۔ ابراہیم دوپہر کو اسمٰعیل کے رہنے کی جگہ پر پہنچا اور اُسے معلوم ہوا کہ اُس کا بیٹا شکار کرنے گھر سے دور گیا ہوا ہے۔ اسمٰعیل کی بیوی ابراہیم سے غیر مہذب طریقے سے پیش آئی، وہ اُسے نہیں جانتی تھی اور اُس نے اُسے کھانا اور پانی دینے سے انکار کیا جو کہ ابراہیم نے اُس سے مانگا تھا۔ اِس لیے اُس نے اس سے کہا: جب تیرا شوہر واپس آئے تو اُسے میرے متعلق بیان کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ایک بوڑھا آدمی فلسطین کی زمین سے تیری غیر حاضری میں ہمارے دروازے پر آیا اور اُس نے مجھے کہا کہ جب تیرا شوہر واپس آئے تو اسے بتانا کہ وہ میخ کو دور کرے جو اس نے اپنے خیمے میں رکھی ہے اور اُس کی جگہ کوئی اور لے جو قابل احترام ہو۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے ابراہیم واپس چلا گیا۔ جب اسمٰعیل گھر واپس آیا تو اُس کی بیوی نے اِس واقعہ کے متعلق اُسے بتایا۔ آدمی کے بارے میں بیان کیا اور اُس کے الفاظ کو دہرایا اور اسمٰعیل جان گیا کہ اس کا باپ اُسے ملنے کو آیا تھا اور اُس کی بیوی اُس کے ساتھ بے عزتی سے پیش آئی۔ اِس وجہ سے اسمٰعیل نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور کنعان کی زمین سے ایک کنواری سے شادی کی۔ تین سالوں کے بعد ابراہیم دوبارہ اپنے بیٹے کو ملنے اُس کے خیمے میں گیا اور اُس کا بیٹا پھر گھر سے دور گیا ہوا تھا، لیکن اس کی بیوی خوش طبع اور مہمان نواز تھی اور اُس نے مسافر سے درخواست کی جسے وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اپنے اونٹ سے نیچے اترے اور

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اُس نے اُس کے سامنے روٹی اور گوشت رکھا۔ اِس لیے اُس نے اُس سے کہا کہ ''جب تیرا شوہر واپس آئے تو میرے متعلق اُس سے بیان کرنا اور کہنا کہ یہ بوڑھا آدمی فلسطین کی زمین سے تیرے پاس آیا اور یہ پیغام اُس نے تیرے لیے چھوڑا ہے کہ: میخ جو تو نے اپنے خیمے میں رکھی ہے اچھی اور بلند اخلاق ہے اور عزت کے لائق ہے اور ابراہیم نے اسمٰعیل اور اُس کے خاندان کو برکت دی اور اپنے گھر واپس چلا گیا۔ جب اسمٰعیل واپس آیا تو وہ اپنے باپ کا پیغام سن کر بہت خوش ہوا اور اُس نے ایک اچھی اور بلند اخلاق بیوی کے لیے خدا کا شکر ادا کیا اور کچھ عرصہ بعد وہ اور اُس کا خاندان ابراہیم کو ملنے گیا اور کئی دنوں تک فلسطین کی زمین میں اُس کے ساتھ رہا۔''

اگرچہ ان روایات میں اور زیر نظر روایت کے مابین کچھ تضادات بھی پائے جاتے ہیں، مگر ایک فہیم شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ بائیبل اور تالمود کے بیانات اس روایت کا ایک ممکنہ ماخذ قرار دیے جا سکتے ہیں۔

خاتمۂ بحث

اس تجزیاتی مطالعہ سے یہ بات بطور نتیجہ اخذ کی جا سکتی ہے کہ زیر بحث روایت نہ صرف قرآن اور عقل عام کے خلاف ہے، بلکہ اس کی نسبت بھی اس کے اصل راوی، یعنی عبد اللہ بن عباس سے مشکوک ہے۔

مزید برآں، یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کا ماخذ تالمود اور بائیبل میں واقعہ کی روداد یں ہیں اور بنا بریں، جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے، اس کو اسرائیلیات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔[۲۴]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۲۴۔ ابن کثیر، البداية و النهاية، ج۱، ۱۵۶۔